اردو

کمال الدین و تمام النعمۃ

للشیخ الجلیل الاقدم

الصدوق

ابی جعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ القمی

(المتوفی سنہ ۳۸۱)

ناشر

الکساء پبلیشرز

آر۔ ۱۵۱ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	کمال الدین وتمام النعمہ
تالیف	شیخ الصدوق علیہ الرحمہ
تصحیح و تحقیق	علی اکبر غفاری
ترجمہ	گروہ مترجمین
نظر ثانی	سید عطا محمد عابدی
تزئین	سید فیضیاب علی رضوی
کمپوزنگ	شگفتہ کمپوزنگ اینڈ گرافک سینٹر
اشاعت اول	اگست 1999ء ربیع الثانی 1420 ھ
اشاعت دوئم	جولائی 2002 ربیع الثانی 1423 ھ
تعداد	ایک ہزار
قیمت	۳۰۰ روپے

الکساء پبلیشرز

آر ۱۵۹ سیکٹر ڈی ۲ نارتھ کراچی

جلد دوم

باب (۵۸) نوادر

۱۔ بیان کیا مجھ سے احمد بن ہارون قاضی، جعفر بن محمد بن مسرورؒ اور علی بن حسین بن شاذویہ مؤدبؒ نے ان سب نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن عبداللہ بن جعفر بن جامع حمیری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے میرے والد نے ان سے محمد بن حسین بن ابی خطاب دقاق نے ان سے محمد بن سنان نے ان سے مفضل بن عمر نے انہوں نے کہا میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت **ان الانسان لفی خسرہ** (سورۂ عصر آیت ۲) "قسم ہے عصر کی انسان خسارہ میں ہے" کے بارے میں سوال کیا۔ آپؑ نے فرمایا **العصر**" سے مراد قائمؑ کے خروج کا زمانہ ہے۔ "**ان الانسان لفی خسر**" سے مراد ہمارے دشمن "**الا الذین امنوا**" سے مراد ہماری نشانیاں "**وعملوا الصلحت**" سے مراد بھائیوں کے درمیان مواسات "**وتواصوا بالحق**" سے مراد امامت "**وتواصوا بالصبر**" سے مراد زمانہ فترت ہے۔

اس کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ اس حدیث میں لفظ فترت کے ذریعہ ہمارے خلاف دلیل قائم کرتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ امامت اس زمانے میں منقطع ہوگئی جیسے کہ نبوت اور رسالت ایک نبی سے دوسرے نبی کے آنے تک منقطع ہوگئی تھی۔

پس میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے عرض کروں گا کہ یہ قول ان کثیر روایات کے خلاف ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ زمین قیامت تک حجت خدا سے خالی نہیں رہ سکتی۔ اور یہ آدمؑ سے لے کر اس وقت تک خالی رہی ہے۔ یہ وہ معروف روایات و احادیث ہیں جن کا اس کتاب میں تذکرہ ہوا اور جو شیعہ اور دوسرے فرقوں کے مختلف طبقات میں مشہور ہیں اور کسی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا نہ کوئی جھٹلانے والا اسے جھٹلا سکتا ہے اور نہ تاویل کرنے والا اس کی کوئی اور تاویل کر سکتا ہے اور سب کا آج تک اجماع ہے کہ زمین کسی زندہ امام سے خالی نہیں رہ سکتی چاہے وہ ظاہر ہو یا غائب پس امامت نہ تو منقطع ہوئی اور نہ اس کا منقطع ہونا جائز ہے۔ یہ اس طرح متصل ہے جیسے رات اور دن ایک دوسرے سے متصل ہیں۔

۲۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن عیسیٰ بن عبید نے ان سے علی بن حکم اور علی بن حسن نے ان سے ناقع وراق نے ان سے ہارون بن خارجہ نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ہارون بن سعد عجلی نے کہ اسماعیل کا انتقال ہو گیا جن کے بارے میں تم لوگوں کی رائے تھی کہ یہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے بعد امام ہوں گے۔ اور امام جعفر صادق علیہ السلام بوڑھے ہو گئے ہیں اور آج کل میں ان کا انتقال بھی ہو جائے گا۔ پھر تم لوگ بغیر امام کے رہ جاؤ گے۔ میں اس کی بات کا کوئی

جواب نہ دے سکا۔ پس میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس کی کہی ہوئی بات عرض کی۔ آپ نے فرمایا اس شخص پر حیف ہے۔ خدا کی قسم امامت اگر منقطع ہو گئی تو رات اور دن منقطع ہو جائیں گے۔ اب جب وہ شخص تمہیں ملے تو اس سے کہنا کہ یہ موسیٰ ابن جعفر میرے بعد امام ہوگا۔ اس کے بعد اس کا فرزند اس کا جانشین ہوگا۔ ان شاء اللہ۔

اس روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے قسم کھا کر فرمایا کہ امر امامت منقطع نہیں ہو سکتی یہاں تک کہ رات اور دن منقطع ہو جائیں۔ پس رسولان علیہم السلام کے درمیان زمانہ فترت تو جائز ہے۔ کیونکہ رسول کی ذمہ داریوں میں یہ ہوتا ہے کہ وہ قوم کے لئے شریعت لاتے ہیں، سابقہ شریعت کی تجدید کرتے ہیں اور بعض احکام کے ذریعے بعض کو منسوخ کرتے ہیں۔ لیکن انبیاء اور ائمہ کے لئے زمانہ فترت جائز نہیں کیونکہ نہ تو وہ شریعت لے کر آتے ہیں نہ منسوخ کرنے یا تجدید کرنے کی ذمہ داری ان کی ہوتی ہے اور ہم یہ جانتے ہیں کہ حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ کے درمیانی زمانے میں، حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ کے درمیانی زمانے میں، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے درمیانی زمانے میں، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمدؐ کے درمیانی زمانے میں بے شمار انبیاء اور اوصیاء مبعوث ہوئے اور ان کی ذمہ داری یہ تھی کہ وہ اللہ کے احکام لوگوں کو یاد دلائیں اور وہ سب کچھ جو ان تک رسولوں سے وصیتیں، کتابیں اور علوم پہنچے ہیں ان کی حفاظت کریں اور ان میں سے تمام رسولوں نے اپنی امتوں کو ان امور کی تبلیغ کی جو اللہ عزوجل سے ان تک پہنچے اور ان انبیاء کے اوصیاء نے ان علوم اور وصایا کی حفاظت کی جب اللہ تعالیٰ نے رسالت کو محمدؐ پر ختم کیا تو ضروری تھا کہ کوئی ہادی اور وصی ہو جو دین حق کی حفاظت اور تبلیغ کرے کیونکہ زمین بغیر حجتِ خدا کے نہیں رہ سکتی۔ پس اسی سبب سے اللہ نے ان کے بعد سلسلہ امامت کو جاری فرمایا۔ جو بالترتیب منظم اور متصل ہے کیونکہ یہ جائز نہیں کہ آثار انبیاء و رسل اور اعلام محمدؐ ان کی ملت، ان کی شریعت، ان کے فرائض، ان کی سنتیں اور ان کے احکام مٹ جائیں یا منسوخ ہو جائیں جب کہ حضور اکرمؐ کے بعد کسی رسول یا نبی کو نہیں آنا ہے۔

اور امام، رسول یا نبی کی طرح نہیں ہوتا اور نہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت اور ملت کے سوا کسی اور شریعت اور ملت کا داعی ہوتا ہے۔ اسی لئے دو اماموں کے درمیان فترت کے زمانے کا واقع ہونا جائز نہیں۔ فترت صرف رسولوں کے درمیان جائز ہوتی ہے اماموں کے درمیان نہیں۔ پس اس لئے واجب ہوا کہ ایک ایسا امام ضروری ہے کہ جسے دلیل کے ساتھ پیش کیا گیا ہو۔

اسی طرح لازم ہے کہ دو رسولوں کے درمیان اگر زمانہ فترت ہے تو اس زمانے میں امام اور وصی کا خلق پر حجت ہونا لازم ہے تاکہ لوگوں کو اس رسول کی تعلیم کی طرف بلائیں جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے آئی ہے اور اس کے بھولوں کو غفلت سے جگائیں۔ اور وہ چیزیں بیان کریں جنہیں وہ نہیں جانتے تاکہ وہ جان لیں کہ اللہ عزوجل نے انہیں بیکار نہیں

چھوڑا اور دین کے ذکر کو سطح زمین سے نہیں مٹایا اور ان کو ان کے دین کے بارے میں کسی شبہ میں نہیں چھوڑا اور جن فرائض کی ادائیگی کے لئے ان کو مقرر کیا گیا ہے تو اس میں ان کو مقام حیرت میں نہیں چھوڑا۔ نبوت اور رسالت سنت الہٰی ہے اور امامت فرض۔ پس سنت تو بعض حالات میں منقطع اور ترک ہو سکتی ہے مگر فرض صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کبھی منقطع نہیں ہوگا۔ پس امامت ہی وہ فرض عظیم ہے جس کے ذریعہ سنت و فرائض قائم ہوتے ہیں اور دین کامل اور نعمت تمام ہوتی ہے۔ کیونکہ حضور اکرمؐ کے بعد نبوت کا سلسلہ منقطع ہو گیا اسی لئے ائمہ طاہرین ہی وہ ہستیاں ہیں جو بندگان خدا کو صحت دینی کی طرف رہنمائی کر سکتے ہیں۔ اور ان کے لئے نجات کا راستہ لازم کرتے ہیں اور انہیں ہلاکت کے موارد سے بچاتے ہیں۔ اور ان کے لئے اللہ عزوجل کے فرائض بیان کرتے ہیں جو ان کے الہام سے ناپید ہو گئے ہیں۔ اور انہیں کتاب خدا کے ذریعے ہدایت یافتہ ہونے کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ انہی کے باعث دین محفوظ اور شک سے بالاتر رہتا ہے۔ اور اللہ عزوجل کے جو فرائض ہیں ان کی ادائیگی میں باطل داخل نہیں ہوتا اور اللہ کے احکام جاری رہیں گے کہ جن میں تبدیلی واقع نہیں ہوتی اور نہ تغیر ہوتا ہے۔

رسالت و نبوت سنت ہے اور امامت فرض اور اللہ تعالیٰ کے فرائض حضور اکرمؐ کے ذریعہ ہمارے لئے جاری ہوئے جو ہمارے لئے لازم ہیں اور قیامت تک نہ منقطع ہوں گے نہ تبدیل۔ ہاں ہم اس روایت کا بھی انکار نہیں کرتے جس میں کہا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت محمدؐ کے درمیان جو زمانہ فترت تھا اس میں کوئی نبی یا وصی نہیں تھا۔ ہم اس سے انکار نہیں کرتے اور کہتے ہیں! یہ روایت صحیح ہے مگر ہمارے مخالفین انبیاء و ائمہ و رسولان علیہم السلام کے انقطاع کے بارے میں جو تاویل کرتے ہیں اسے نہیں مانتے۔

فترت کے معنی ہیں ایسا زمانہ جس میں کوئی رسول یا نبی یا وصی ظاہر و مشہور نہ ہو جس طرح اس سے قبل تھا۔ اور اسی پر نازل شدہ کتاب کی دلیل ہے کہ اللہ عزوجل نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسولوں کی فترت کے وقت پر مبعوث کیا نہ کہ انبیاء و اوصیاء کی فترت کے وقت۔ حضور اکرمؐ اور حضرت عیسیٰؑ کے درمیان کئی انبیاء اور ائمہ آئے جو لوگوں کے خوف سے پوشیدہ رہے۔ انہی میں خالد بن سنان عبسی نبی بھی تھے جن کا انکار کوئی نہیں کر سکتا کیونکہ ان کے بارے میں روایات خاص و عام میں مشہور ہیں۔ اور ان کی صاحبزادی (۱) نے حضور کا زمانہ پایا اور آپؐ سے ملاقات کرنے آئیں تو آپؐ نے فرمایا یہ اس نبی کی بیٹی ہے جس کو اس کی قوم نے کمزور کر دیا اور وہ خالد بن سنان تھے۔ ان کے اور حضور اکرمؐ کی بعثت کے درمیان پچاس سال کا فاصلہ تھا۔ ان کا پورا نام خالد بن سنان بن بعیث بن مریطہ بن مخزوم بن مالک بن غالب بن قطیعہ بن عبس تھا یہ بات مجھ سے اہل علم و فقہ کی ایک جماعت نے بیان کی۔

(۱) معارف میں ابن قتیبہ نے تحریر کیا۔ اس کی بیٹی رسول اللہؐ کے پاس آئی تو میں نے آنجنابؐ کو قل ھو اللہ احد کی قرات کرتے ہوئے سنا اس پر اس (خاتون) نے کہا۔ میرے والد بھی یہی کہا کرتے تھے۔

۴۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولیدؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ولید خزاز اور سندی بن محمد بزاز نے ان دونوں سے محمد بن ابی عمیر نے ان سے ابان بن عثمان احمر نے ان سے بشیر نبال نے ان سے حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام نے فرمایا کہ خالد بن سنان عبسی کی بیٹی حضور اکرمؐ کے پاس آئی تو آپؐ نے فرمایا مرحبا اے میرے بھائی کی بیٹی۔ آپؐ نے اس کو پاس بلایا اس کے لئے رداء بچھائی اور اس کو اپنے پاس بٹھایا پھر فرمایا یہ اس نبی کی بیٹی ہے جس کو اس کی قوم نے کمزور کر دیا اور وہ خالد بن سنان عبسی تھے۔

اس کا نام محیاۃ بنت خالد بن سنان تھا۔

اور بعد اس کے کہ اگر کتاب منزل نہ ہوتی اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے بزبان نبی مرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں خبر دی کہ جس پر امت کا اجماع ہے جو آنجنابؐ سے نقل کیا گیا ہے نیز یہ روایت کتاب خدا کے موافق ہے کہ آنجنابؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اللہ کی حکمت میں یہ واجب و لازم تھا کہ بندگان خدا کو ڈرانے والے رسول کے بغیر رکھنا جائز نہیں جب تک تکلیف شرعی ان پر باقی ہے۔ چنانچہ رسول ان پر متواتر آتے رہے جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے **ثم ارسلنا رسلنا تترا کلما جآء امۃ رسولھا کذبوہ فاتبعنا بعضھم بعضاً** (سورۂ مومنون آیت ۴۴) "پھر ہم نے اپنے رسول لگاتار بھیجے۔ جب کسی امت کا رسول اس کے پاس آیا انہوں نے اسے جھٹلایا پھر ہم نے بھی ایک کو دوسرے کے قدم بقدم کر دیا۔"

نیز ارشاد ہے **لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل** (سورۂ نساء آیت ۱۶۵) "تاکہ لوگوں کو اللہ پر الزام کا موقع رسول کے بعد باقی نہ رہے۔" کیونکہ لوگوں کی حجت اسی وقت ساقط ہوتی ہے جب اللہ رسول بھیجے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: **لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع ایتک من قبل ان نذل و نخزی** (سورۂ طٰہٰ آیت نمبر ۱۳۴) "تو نے ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم ذلیل و رسوا ہونے سے پہلے تیری نشانیوں کی پیروی کرتے۔"

پس لوگوں کی حجت کو ساقط کرنے کے لئے اللہ نے رسول بھیجے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **قل قد جآءکم رسل من قبلی بالبینت و بالذی قلتم فلم قتلتموھم ان کنتم صادقین** (سورۂ آل عمران آیت ۔ ۱۸۳) "تم کہہ دو کہ مجھ سے پہلے بہت سے رسول تمہارے پاس واضح دلیلیں لے کر آئے تھے اور جو کچھ تم کہتے ہو یہ بھی لائے تھے پھر اگر تم سچے ہو تو تم ان کو قتل کیوں کیا تھا۔"

پس بندوں پر تکلیف شرعی اس وقت لازم آتی ہے۔ جب ان کے پاس کوئی ڈرانے والا رسول آئے جو انہیں امور دین و دنیا کی مصلحتیں سکھائے، ان کے ظالموں کے مقابلے میں مظلوموں سے انصاف کرے۔ اور قوی سے کمزور کا حق

واپس دلانے یعنی اللہ کی حجت اس طرح قائم ہو سکتی ہے۔

اب جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ خبر دے دی ہے کہ حضرت محمدؐ پر سلسلہ رسالت و نبوت ختم ہو گیا اور ہم نے اس بات کو مان لیا اور یقین کر لیا کہ آپؐ کے بعد کوئی رسول نہیں آئے گا۔ پس اب کسی ایسے سلسلہ کی ضرورت ہے جو سلسلہ رسالت و نبوت کی جگہ قائم ہو اور جس کے ذریعہ اللہ کی حجت قائم ہو، جس کے ذریعے سے ہمارے امراض دور ہو سکیں۔ اور اللہ نے اپنے نبی سے قرآن میں فرمایا: **انما انت منذر ولکل قوم ھاد** (سورۃ رعد آیت ۷) "تیرا کام تو ڈرانا ہے اور ہر قوم کے لئے ایک ہادی ہے" پس اس سلسلہ ہدایت کی ضرورت اس وقت تک رہے گی جب تک یہ دنیا باقی ہے اور تکلیف شرعی و اوامر و نواہی باقی ہیں۔ اور لازمی ہے کہ یہ ہادی ہماری طرح نہ ہو جس کو خود سیدھا ہونے کی، ادب سیکھنے کی اور حق کی طرف ہدایت پانے کی ضرورت ہو اور وہ علم شریعت اور مصالح دین میں کسی کا محتاج نہ ہو۔ بلکہ وہ اللہ کی طرف سے مقرر کیا ہوا ہو اور اللہ کی جانب سے الہام کے ذریعے ہدایت یافتہ ہو جیسے کہ اُمِّ موسیٰ کی طرف الہام کیا گیا تھا جس میں ان کی اور موسیٰ کی فرعون اور اس کی قوم کی جانب سے نجات تھی۔

پس امام کا سارا علم اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ہوتا ہے۔ اس لئے وہ کتاب خدا کا عالم ہوتا ہے اور اس کی تنزیل، تفسیر و تاویل و معانی (ناسخ و منسوخ، محکم و متشابہ، حلال و حرام، اوامر و نواہی، وعدہ وعید، امثال و قصص) کو جانتا ہے اور یہ علم اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اس لئے وہ اپنی رائے یا قیاس سے کام نہیں لیتا جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ** (سورۃ نساء آیت ۸۳) "اور اگر وہ اسے رسول تک اور ان میں جو (اللہ کے) امر والے ہیں ان تک پہنچاتے۔ تو بات کی تہہ تک پہنچ جاتے ہیں۔"

اور اس کی دلیل یہ ہے کہ مسلمانوں کے تمام فرقوں نے رسول اکرمؐ کی اس حدیث کو نقل کیا ہے کہ **انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا کتاب اللّٰہ عزّ و جل و عترتی اھل بیتی و انھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض** "میں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں۔ اگر ان سے متمسک رہے تو گمراہ نہ ہوگے۔ ایک اللہ کی کتاب دوسری میری عترت اہل بیت یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ مجھ سے حوض کوثر پر ملیں گے۔"

نیز آپؐ نے فرمایا: **الائمۃ من اھل بیتی لا تعلّموھم فانھم اعلم منکم** "میرے ائمہ اہل بیت کو نہ پڑھاؤ وہ تم سے زیادہ جانتے ہیں" نیز رسول اللہ نے فرمایا: ہم نے ان کو علم دیا ہے اور یہ بھی فرمایا: وہ اپنا قائم مقام ہماری ہدایت اور علم کتاب کی معرفت کے لئے تم میں چھوڑ رہے ہیں۔ لیکن امت بہت جلد ان دونوں سے مفارقت اختیار کرے گی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ جن کو محفوظ رکھے اور ان کو وہ ضروری سمجھیں اور ان کے اتباع سے گمراہی

اور ہلاکت سے بچ سکیں اور یہی صحیح ضمانت ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے دی جائے گی جب کہ کسی مجبوری کی وجہ سے نہ ہو۔ اور اس چیز کا اجماع نہ کیا جائے جس کی طرف دی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ جو ان دونوں سے تمسک رکھے گا وہ ہرگز گمراہ نہیں ہوگا اور یہ کہ دونوں جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ وہ حوضِ کوثر پر وارد ہوں۔

آپ کا ارشاد ہے کہ آپ کی امت فرقوں میں تقسیم ہوجائے گی۔ اس میں ایک فرقہ ناجی ہوگا باقی سب ناری۔

پس آپ کے دونوں اقوال کو سامنے رکھیں تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو فرقہ کتاب و عترت سے تمسک رکھے گا وہ ہلاکت سے دور رہے گا۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ ان دونوں سے تمسک رکھنے والا گمراہ نہ ہوگا۔

اور آپ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ میری امت میں وہ شخص دین سے اس طرح نکل جائے گا جس طرح کمان سے تیر نکل جاتا ہے جس نے کتاب و عترت میں فاصلہ ڈال دیا۔ اس بات نے ہمیں آگاہ کیا کہ جو چیز ہمارے لئے چھوڑی گئی ہے یہ ہمارے عذر اور حجت کے لئے یقینی چیز ہے اور اللہ عزوجل ہماری طرف رسولوں کے بھیجنے سے بے نیاز ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امت میں قرآن، تنزیل، سورۃ و آیات، قرأت، معانی و تفسیر اور تاویل کے بارے میں کثرت سے اختلاف ہیں اور ہر کوئی اپنی بات ثابت کرنے کے لئے آیات قرآنی کا سہارا لیتا ہے۔ پس ہم نے جان لیا کہ جو شخص قرآن کا علم رکھتا ہے جس کا وہ محتاج ہے تو وہ وہی شخص ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے اس کتاب سے قریب کیا ہے جو قیامت تک اس سے جدا نہیں ہوگی۔

اس کے باوجود یہ ضروری ہے کہ اس کتاب کے ہم تفسین بادی کے ساتھ دلیل ہو اور ایسی راہنمائی ہو جو دونوں سے ہادی ہوئی مخلوق اور اس کی طرف احتیاج رکھنے والوں کے لئے ان دونوں کو ظاہر کرتی ہو اور ان دونوں کے ذریعے اس کے اندر صفات پیدا ہونی چاہئیں اور علم ہونا چاہیئے اور اس ہادی کی ثابت قدمی لوگوں کی صفات سے الگ ہو اور وہ ان کی ہر چیز سے بے نیاز ہو۔ تو اس طرح ان کی معرفت مخلوق کے اور معجزانہ دلالت اور حجت لازمہ کے ساتھ ثابت ہوگی کہ دلیل سے ہارے ہوئے لوگ اس کی امامت کے اقرار کی طرف زیادہ بے چین ہوں گے تاکہ اس ذریعے سے سچا مومن، جھوٹے کافر کے مقابلے میں ظاہر ہوجائے کہ جو انتہائی عناد رکھنے والا اور لوگوں کو دھوکے میں رکھنے والا، اپنے جھوٹے اقوال اور غلط خیالات اور مختلف کتب و اخبار کی تاویلات کرنے والا ہے اس لئے کہ عناد رکھنے والا برہان کو قبول نہیں کرتا۔

اب اہل الحاد و عناد یہ دلیل دیتے ہیں کہ کیونکہ کتاب خدا میں ہر شے کا بیان موجود ہے اس لئے اس کے ہوتے ہوئے ہم امام واحد کے محتاج نہیں رہتے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **مافرطنا فی الکتاب من شی** (سورۃ انعام آیت ۳۸) "ہم نے کتاب میں کسی چیز کی کمی نہیں رکھی"۔

ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ بے شک کتاب خدا میں ہر شے کا بیان ہے جس میں واضح نصوص ہیں مگر ہم

دیکھتے ہیں کہ بعض مقامات میں اختلاف بھی نظر آتا ہے حالانکہ قول خدا میں اختلاف جائز نہیں ہے ۔ جیسے کہ ارشاد رب العزت ہے: **ولو کان من عند غیر اللّٰه لوجدوا فیه اختلافاً کثیراً** (سورۂ نساء آیت ۸۲) "اور اگر یہ ہوتا کسی اور کا سوائے اللہ کے تو ضرور پاتے اس میں بہت اختلاف ۔" پس مکلفین کے لئے لازم ہے کہ کوئی ایسا فرد ہو جو قرآن کے بیان کو دلیل و حجت سے واضح کرے ۔ جیسے کہ ہم سابقہ امتوں میں دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے نبی کی وفات کے بعد کتاب خدا میں اختلاف کا شکار ہو گئیں اور اہل توریت محض توریت کے باعث اہل زبور ، زبور کے باعث ، اہل انجیل ، انجیل کے باعث کسی ہادی سے مستغنی نہیں ہوتے حالانکہ ان کتابوں کے بارے میں خدا نے فرمایا کہ ان میں ہدایت اور نور ہے جس کے ذریعہ انبیاء حکم دیتے تھے ۔ پس وہ امتیں اس حکم کو ان کتابوں سے حاصل کرنے میں ایک ہادی کی محتاج رہیں ۔

اللہ تعالیٰ نے ان کتابوں میں موجود علم کو لوگوں کو بیان نہیں کیا بلکہ اس مقصد کے لئے ان کی طرف رسول بھیجے اور ہر رسول کے لئے ایک وصی قرار دیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اگلے نبی کی آمد تک وہ اس وصی کی اطاعت کریں تاکہ ان پر حجت قائم رہے اور وہ اوصیاء کتاب خدا سے فیصلے کرتے تھے جیسے کہ ارشاد خداوندی ہے: **یحکم بها النبیون الذین اسلموا للذین هادوا والربانیون والاحبار بما استحفظوا من کتاب اللّٰه وکانوا علیه شهداء** (سورۂ مائدہ آیت ۴۴) "وہ نبی جو مطیع خدا تھے۔یہودیوں کے فیصلے اس کے مطابق کرتے رہے،اسی طرح اللہ والے لوگ اور علماء جن کو اللہ کی کتاب کی حفاظت سپرد کی گئی تھی اور وہ اس کے گواہ تھے ۔"

پھر اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبیؐ کے بعد رسالت کا سلسلہ بند کر دیا اور ان کے اہل بیت اور عترت میں سے ہمارے لئے ہادی مقرر کئے جو حق کی طرف ہماری رہنمائی کریں ۔ ہم سے اندھے پن کو ہٹائیں اور امت کو اختلاف و تفرقہ سے دور رکھیں۔وہ خطاء و گناہ سے معصوم اور کتاب خدا سے متصل ہیں اور ہمیں حکم دیا کہ ہم کتاب و عترت سے متمسک رہیں اور ہمیں اس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے معلوم ہوا کہ ہم گمراہ نہیں ہوں گے اگر ان دونوں سے ہم نے تمسک رکھا۔ اگر سلسلہ امامت جاری نہیں کیا جاتا تو بعثت رسول کی حکمت باطل قرار پاتی اور ہم سے تکلیف ساقط ہو جاتی اور اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کا بیان اپنے نبی سے اس طرح کیا: **انما انت منذر و لکل قوم هاد** (سورۂ رعد آیت ۷) "تیرا کام تو ڈرانا ہے اور ہر قوم کے لئے ہادی ہے۔" پس اس طرح ہم پر اللہ کی حجت ثابت ہے ۔

رسولوں انبیاء اور اوصیاء صلوات اللہ علیہم سے زمین کبھی بھی خالی نہیں رہی البتہ دشمنوں کے خوف کے پیش نظر بعض نے اپنی دعوت کو ظاہر نہیں کیا اور اپنی تبلیغ کو صرف مومنوں تک محدود رکھا یہاں تک کہ حضرت محمدؐ مبعوث

ہوئے۔ حضرت عیسیٰؑ کے آخری وصی کا نام آبی تھا بعض کہتے ہیں بالط تھا۔

۴۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن عیسیٰ، محمد بن حسین بن ابی خطاب، یعقوب بن یزید کاتب اور احمد بن حسن بن علی بن فضال نے ان سے عبداللہ بن بکیر نے ان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ کے آخری وصی کا نام آبی تھا۔

۵۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولیدؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار اور سعد بن عبداللہ نے ان دونوں سے یعقوب بن یزید کاتب نے ان سے محمد بن ابی عمیر نے ان سے ہمارے اصحاب کی ایک جماعت نے بیان کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ کے آخری وصی کا نام بالط تھا

۶۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ اور محمد بن حسنؒ نے ان دونوں کا بیان ہے کہ کہا ہم سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ہیثم بن ابی مسروق نہدی اور محمد بن عبدالجبار نے ان سے اسماعیل بن سہل نے ان سے محمد بن ابی عمیر نے ان سے درست بن ابی منصور واسطی وغیرہ نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب سلمان فارسیؓ کئی عالم کے پاس تلاش حق کے لئے گئے آخر میں آپ آبی کے پاس گئے اور اس وقت تک اس کے پاس رہے جب تک اللہ نے چاہا یہاں تک کہ حضور اکرمؐ کا ظہور ہوا تو آبی نے کہا: اے سلمان وہ شخص جس کی تم کو تلاش ہے وہ مکہ میں ظاہر ہو گیا ہے۔ پس حضرت سلمان مکہ تشریف لے آئے۔

۷۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ اور محمد بن حسنؒ نے ان دونوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے کوفہ کے رہنے والے اصحاب کی ایک جماعت نے ان سے محمد بن اسماعیل بن بزیع نے ان سے امیہ بن علی قیسی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے درست بن ابی منصور واسطی نے انہوں نے کہا کہ ابوالحسن اول یعنی حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے دریافت کیا گیا کہ کیا رسول اللہ پر آبی حجت تھے۔ تو آپ نے فرمایا: نہیں بلکہ حضورؐ تک آبی کے ذریعہ وصیتِ انبیاء پہنچی اور آپؐ نے اسے قبول فرمایا۔ میں نے عرض کیا: کیا حضورؐ آبی پر حجت تھے، فرمایا: اگر حضورؐ حجت ہوتے تو ان تک اپنی وصیت نہیں پہنچاتے۔ میں نے عرض کیا: پھر آبی کا کیا حال تھا۔ آپ نے فرمایا کہ انہوں نے حضورؐ کی رسالت اور جو آپؐ پر نازل ہوا اس کا اقرار کیا۔ آپؐ تک وصیتِ انبیاء پہنچائی اور اسی دن فوت ہو گئے۔

پس فترت کا مطلب ہے مخفی، پوشیدہ اور ظہور و اعلانِ دعوت کی ممانعت نہ کہ اس کا مطلب سرے سے کسی شخص یا کسی ذات کا غائب ہو جانا۔ جیسے خدا ملائکہ کے تذکرے میں ارشاد فرماتا ہے: **یسبحون الیل و النھار لایفترون** (سورۃ انبیاء آیت ۲۰) یاد کرتے ہیں رات اور دن نہیں تھکتے۔ پس اگر اس آیت میں فتور کے مطلب

کسی ذات کا غائب ہو جانا لیا جائے تو یہ آیت محال قرار پاتی ہے کیونکہ اگر ملائکہ سوتے ہیں تو سونے والا (ذہنی اعتبار سے) غائب ہو جاتا ہے اور سونے والا تسبیح نہیں کرتا کیونکہ جب سو جاتا ہے تو تسبیح سے رک جاتا ہے۔ اور نیند بمنزلہ موت ہوتی ہے جیسے کہ ارشاد خداوندی ہے: **اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا** (سورۃ زمر آیت ۴۲) "اللہ کھینچ لیتا ہے جانیں جب وقت ہو ان کے مرنے کا اور جو نہیں مریں ان کو کھینچ لیتا ہے ان کی نیند میں۔"

نیز ارشاد خداوندی ہے **وھو الذی یتوفکم بالیل و یعلم ماجرحتم بالنھار** (سورۃ انعام آیت ۶۰) "اور وہی ہے کہ قبضہ میں لیتا ہے تم کو رات میں اور جانتا ہے جو کچھ کہ تم کر چکے ہو دن میں" نائم (سونے والا) بمنزلہ میت ہے اور وہ ذات جسے نہ نیند آتی ہے نہ اونگھ، نہ سوتا ہے، نہ فاتر ہوتا ہے وہ اللہ کی ذات ہے جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں۔ علاوہ یہ روایت اس پر دلیل ہے:

۸۔ بیان کیا مجھ سے میرے والد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن محمد بن عیسیٰ نے ان سے عباس بن موسیٰ وراق نے ان سے یونس بن عبدالرحمن نے ان سے داؤد بن فرقد عطار نے انہوں نے کہا کہ ہمارے اصحاب میں سے ایک نے خبر دی ہے کہ مجھے بتائیں کہ کیا ملائکہ سوتے ہیں؟ میں نے کہا: نہیں معلوم۔ تو اس نے کہا اللہ عزوجل کا ارشاد ہے **یسبحون الیل والنھار لایفترون** (سورۃ الانبیاء آیت ۲۰) "رات دن اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور کاہلی نہیں کرتے۔" پھر کہا: کیا میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ارشادات میں سے کچھ اس سوال کے متعلق تمہیں بطور ہدیہ پیش کروں؟ میں نے جواب دیا: کیوں نہیں۔ بتاؤ! پس اس نے کہا: (امام) سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے (فرمایا) جو بھی زندہ ہے وہ سوتا ہے سوائے خدائے واحد و عزوجل کے اور ملائکہ ہوتے ہیں۔

میں نے عرض کیا۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے **یسبحون الیل والنھار لایفترون** فرمایا: ان کا سانس لینا تسبیح ہے۔

پس فترت کا مطلب ہے کہ اظہار امر و نہی سے باز رہنا۔

اور لغت بھی ایسے ہی معنی پر دلالت کرتی ہے۔ جیسے کہ کہا جاتا ہے **فتر فلان عن طلب فلان** اور **فتر عن مطالبتہ** اور **فتر عن حاجتہ** یہاں مطلب ہے مطالب اور حاجت سے باز رہنا نہ کہ مرنے سے کسی شخص کا ہی غائب ہو جانا۔

بعض لوگ دلیل کے طور پر قرآن کی دو آیات پیش کرتے ہیں۔ ایک تو سورہ سجدہ کی آیت ۳ جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **لتنذر قوما ما اتھم من نذیر من قبلک** "تاکہ تم ڈراؤ ان لوگوں کو جن کے پاس کوئی

ڈرانے والا تم سے پہلے نہیں آیا۔" اور دوسری سورۂ سبا کی آیت ۴۴ ہے۔ **وما اتینھم من کتب یدرسونھا وما ارسلنا الیھم قبلک من نذیر** "اور ہم نے ان کو کتابیں تو دی نہیں تھیں جنہیں وہ پڑھتے اور نہ ہم نے تم سے پہلے ان کے پاس کوئی ڈرانے والا بھیجا تھا۔" ان دو آیات کو ہمارے مخالف اس بات کی دلیل قرار دیتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ اور حضور اکرمؐ کے درمیان نہ تو کوئی نبی آیا اور نہ کوئی رسول اور نہ کوئی حجت خدا۔ دراصل وہ ان آیات کی تاویل ہی غلط کر رہے ہیں۔ یہاں تذکرہ نذیر کا ہے۔ اور نذیر صرف رسول ہوتے ہیں۔ نہ تو انبیاء اور نہ ہی اوصیاء کے لئے نذیر کا لفظ استعمال ہوتا ہے جیسے حضور اکرمؐ سے اللہ نے ارشاد فرمایا: **انما انت منذر ولکل قوم ھاد** (سورۂ رعد آیت ۷) "تیرا کام تو ڈرانا ہے۔ اور ہر قوم کے لئے ہادی ہوا کرتا ہے۔" پس نذیر رسول ہی ہوتے ہیں اور انبیاء و اوصیاء ہادی کہلاتے ہیں اور اللہ عزوجل کا قول: " **ولکل قوم ھاد** " خود اس بات کی دلیل ہے کہ زمین حجت خدا سے کسی زمانے میں خالی نہیں رہی۔ تمام قوموں اور تمام زمانوں میں بندوں کے لئے اللہ عزوجل کی جانب سے انبیاء اور اوصیاء میں حجت کا ہونا لازم ہے۔

پس اللہ عزوجل کی جانب سے لازم کر دیا گیا ہے کہ جب تک تکلیف شرعی باقی ہے۔ انبیاء اور اوصیاء کے ذریعے غیر منقطع ہدایت جاری رہے اس لئے کہ وہ ڈرانے کے کام کی ادائیگی کرتے ہیں۔ ہاں جائز ہے کہ ڈرانے کا سلسلہ منقطع ہو جائے جیسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد منقطع ہوا اور آپؐ کے بعد کوئی نذیر نہیں آیا۔

۹۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ اور محمد بن حسنؒ نے ان دونوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے سعد بن عبداللہ نے ان سے محمد بن حسین بن ابی خطاب اور یعقوب بن یزید نے ان دونوں سے مختار بن عیسیٰ نے ان سے عبداللہ بن عبداللہ نے ان سے محمد بن مسلم نے انہوں نے کہا کہ میں نے آیت " **انما انت منذر ولکل قوم ھاد** " کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا۔ تو آپؑ نے فرمایا: ہر امام اپنی قوم کے لئے اس کے زمانے میں ہادی ہوتا ہے۔

۱۰۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے ان سے ان کے والد نے ان سے ابن ابی عمیر نے ان سے عمر بن اذینہ نے ان سے برید بن معاویہ عجلی نے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت " **انما انت منذر لکل قوم ھاد** " کے معنی دریافت کئے تو آپؑ نے فرمایا: **منذر** سے مراد رسول اللہؐ اور **ھاد** سے مراد حضرت علی ابن ابی طالبؑ ہیں۔ اور ہر وقت اور ہر زمانے میں ہم میں سے ایک امام ہوگا جو لوگوں کو رسول اللہ کی تعلیمات کی طرف بلائے گا۔

اس مفہوم کی کثرت سے روایت وارد ہوئی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے حضور اکرمؐ سے جو یہ فرمایا کہ " **لتنذر**

قوماً ما اتاھم من نذیر من قبلک " تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ سے پہلے ان کے درمیان کوئی رسول نہیں آیا ۔ جس نے شریعت میں تبدیلی کی ہو اور ملت میں تغیر کیا ہو ۔ اور نہ ان سے اوصیاء کی ہدایت اور دعوت کی نفی کی گئی ہے ۔ اور اس بات کی نفی اللہ تعالیٰ کیسے کر سکتا ہے جبکہ اس نے ارشاد فرمایا: **واقسموا باللّٰہ جھد ایمانھم لئن جآءھم نذیر لیکوننّ اھدٰی من احدی الامم فلما جاءھم نذیر مازادھم الا نفورا** (سورۃ فاطر آیات ۴۲) " اور انہوں نے اپنی قوت بھر خدا کی قسم کھا کر کہا تھا کہ اگر ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا آئے گا تو ہم ہر پہلی امت سے زیادہ راہِ راست پر آجانے والے ہوجائیں گے مگر جب ان کے پاس ڈرانے والا آیا تو ان کی نفرت اور زیادہ ہوئی ۔"

اور اسی قسم کی دوسری روایات بھی ہم نے اس کتاب میں ذکر کی ہیں ۔ **ولاقوۃ الا باللّٰہ.**

۱۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکلؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسن بن ظریف نے ان سے صالح بن ابی حماد نے ان سے محمد بن اسماعیل نے ان سے حضرت امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص مرجائے اس حالت میں کہ اس کا کوئی امام نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا ۔ میں نے عرض کیا: کیا ہر وہ شخص جو بغیر امام کے مرجائے وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے ۔ آپؑ نے فرمایا: ہاں اور واقف (رُک جانے والے) کافر ہیں ۔ اور ناصبی مشرک ہیں ۔

۲۔ علی بن حاتم نے مجھے خط کے ذریعے خبر دی انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حمید بن زیاد نے ان سے حسن بن علی بن سماعہ نے ان سے احمد بن حسن میثمی نے ان سے سماعہ وغیرہ نے انہوں نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آیت امام قائمؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے ۔ **ولایکونوا کالذین اوتوا الکتاب من قبل فطال علیھم الامد فقست قلوبھم وکثیر منھم فاسقون** (سورہ حدید آیت ۱۶) " اور ان لوگوں کی مانند نہ ہوجائیں جن کو پہلے کتاب دی گئی تھی پھر ان پر ایک زمانہ گزر گیا پس ان کے دل سخت ہوگئے اور ان میں سے بہت سے نافرمان ہیں ۔"

۳۔ انہی اسناد کے ساتھ بیان کیا مجھ سے احمد بن حسن میثمی نے ان سے حسن بن محبوب نے ان سے مومن طاق نے ان سے سلام بن مستنیر نے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس آیت **اعلموا انّ اللّٰہ یحی الارض بعد موتھا** (سورۃ حدید آیت ۱۷) " جان رکھو کہ اللہ زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرجانے کے بعد " کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ امام قائمؑ کے ذریعہ مردہ زمین کو زندہ کرے گا ۔ یہاں موت سے مراد زمین کے رہنے والوں کا کفر ہے کیونکہ کافر میت ہوتا ہے ۔